Open Access

Al-Irfan *(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 09, Issue 18, July-December 2024,

Email: alirfan@mul.edu.pk

اسلامی ریاست کی ممکنہ خارجہ پالیسی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Foreign Policy of an Islamic State in the Light of Islamic Teachings

SIDRA UMAR

Lecturer Department of Islamic Studies, The University of Faisalabad

sidra.umar@tuf.edu.pk

DR. AMMARA REHMAN(Co Responding)

Head of Department / Islamic Studies Department , The University of Faisalabad

ABSTRACT

Foreign policy refers to the strategies and decisions that a nation adopts to interact with other countries, safeguard its national interests, and promote its values on the global stage. Islamic teachings provide profound guidance on how nations should conduct their external relations, emphasizing justice, peace, and cooperation with others based on mutual respect and shared humanity. Islamic principles, derived from the Quran and the teachings of the Prophet Muhammad (PBUH), offer a framework for foreign policy that prioritizes moral integrity, respect for international laws, and the well-being of all nations. This approach's core is the concept of justice (Adl), which necessitates fair treatment in all international dealings. Islam condemns aggression and coercion, advocating for peaceful conflict resolution through diplomacy, negotiation, and mutual understanding. Furthermore, Islamic foreign policy stresses protecting human rights and upholding all individuals' dignity, regardless of their nationality or religion. The principles of *Ummatan Wasatan* (a balanced, just nation) and *Ahl al-Dhimma* (protecting non-Muslim minorities) highlight Islam's commitment to fairness and coexistence. Islam encourages trade and cooperation with all nations, as long as such interactions are rooted in justice and do not harm others. However, Islamic teachings also set boundaries on foreign relations when issues of oppression, injustice, or moral corruption are involved. Thus, while Islamic foreign policy encourages peace and diplomacy, it also allows for defensive action against aggression or tyranny. In the modern context, these principles can be integrated into the foreign policies of Islamic states, promoting a balanced approach that values both national sovereignty and global responsibility. By adhering to the values of justice, respect, and peace, Islamic foreign policy can contribute to building a more harmonious and just world order.

Keywords:

Islamic teachings - Justice (Adl) - Peaceful conflict resolution - Mutual respect - Human rights - Ummatan Wasatan (just, balanced nation) - Coexistence - Self-defense - Quranic principles - International relations - Global peace.

اسلام ہمیں درس دیتا ہے کہ بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد قرآنی اصولوں پر مشتمل ہو نہ کہ دوستی اور دشمنی دیکھ کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریاست مدینہ کی بنیاد بھی انہی اصولوں پر رکھی۔ اسی طرح قرآن ہمیں مسلم و غیر مسلم ممالک کے ساتھ بین الاقوامی تعلقات قائم کرنے کے لیے اصول وضوابط کے ذریعے بہترین راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح کوئی بھی ادارہ جب قائم کیا جاتا ہے اس کے بھی چند اصول بنائے جاتے ہیں کیونکہ اصولوں کے بغیر کوئی ادارہ بھی صحیح طور پر قائم نہیں رہ سکتا۔ بالکل اسی طرح ہی خارجہ پالیسی کے لیے بھی چند اصول متعین ہیں جس کے بعد ایک بہترین خارجہ پالیسی قائم ہوتی ہے۔ وقت اور حالات کے ساتھ کچھ چیزیں تبدیل بھی کی جاتی ہیں لیکن اگر اصول نہ ہو تو یہ قائم نہیں رہ سکتی۔ اسلام تمام دنیا کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے جس کا تعلق ہر قسم کے اداروں کے ساتھ ہے یعنی سیاسی معاشی معاشرتی کسی قسم کا کوئی ادارہ ہو اسلام نے ان سب کے اصولوں کے متعلق رہنمائی فرمائی ہے۔ یہ اصول قیامت تک لوگوں کی رہنمائی کا ذریعہ ہے اور ان اصولوں میں جن کا حکم قرآن دیتا ہے وہ عدل و انصاف ہے تقوی، نیکی، دشمنی سے پرہیزگاری، معاہدات کا احترام، کمزوروں کی مدد کرنا ہے۔

احترام معاہدات

اسلام نے خارجہ پالیسی کے بہت سے اصول بیان فرمائے جس میں معاہدات کی پابندی کا بھی ایک اصول واضح فرمایا جس قسم کا بھی کوئی معاہدہ طے پائے اس کو مکمل کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی ایسی صورتحال پیدا ہو جائے تو معاہدہ ختم بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے سورہ الانفال کی آیت میں واضح حکم فرمایا ہے کہ

﴿اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّهُمْ لَا يَتَّقُوْنَ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْخَآئِنِيْنَ﴾[1]

"جن لوگوں سے تو نے عہد لیا پھر وہ ہر دفعہ اپنے عہد کو توڑتے ہیں اور وہ نہیں ڈرتے۔ سو اگر کبھی تو انہیں لڑائی میں پائے تو انہیں ایسی سزا دے کہ ان کے پچھلے دیکھ کر بھاگ جائیں تاکہ انہیں عبرت ہو۔ اور اگر تمہیں کسی قوم سے دغابازی کا ڈر ہو تو ان کا عہد ان کی طرف پھینک دو اس طرح کہ تم اور وہ برابر ہو جاؤ، بے شک اللہ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا۔"

(1) الانفال، 56-58/8

اللہ تعالی نے اس آیت میں واضح فرمادیا کہ عہد کو پورا نہ کرنا کافروں کے نشانی رہی اور اللہ تعالی نے عہد کو پورا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا۔جب بھی کسی قسم کا کوئی بھی معاہدہ کیا جائے تو اس کا احترام ضروری ہے چاہے وہ عہد کسی ملک کے ساتھ ہو یا کسی انسان کے ساتھ لیکن جس کے ساتھ عہد کیا جائے وہ اس کو پورا نہ کرے تو مسلمانوں کے پاس یہ اختیار ہے کہ اس عہد کو ختم کردے اس آیت میں یہ بھی بیان فرمایا کہ اگر کسی ملک کے ساتھ کوئی جنگ جاری ہو اور دوسرا ملک جس کے ساتھ معاہدہ طے پایا ہو وہ ان کا ساتھ دے تو ایسے ملک کے ساتھ ایسا سلوک اختیار کرنا چاہیے جس میں دشمنی ہو کیونکہ انہوں نے اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کی اور اس صورت میں دشمنی جائز ہے اور اگر اندیشہ ہو جائے کہ جس ملک کے ساتھ معاہدہ کیا ہے وہ پورا نہ کرسکے گا یا آخری مرحلے میں وہ غداری کرے گا تو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کرنا ہے اور واضح کردینا کہ تمہارا اور ہمارا معاہدہ ختم ہو گیا چھپ کر کاروائی کرنا غلط ہے بلکہ کھلم کھلا بتادینا صحیح طریقہ ہے۔

((أربعٌ من كنّ فيه كان منافقا خالصا، ومن كانت فيه خلّةٌ منهنّ كانت فيه خلّةٌ من نفاقٍ حتّى يدعها: إذا حدّث كذب، وإذا عاهد غدر، وإذا وعد أخلف، وإذا خاصم فجر))(1)

"چار عادتیں ہیں جس میں وہ (چاروں) ہوں گی، وہ خالص منافق ہو گا اور جس کسی میں ان میں سے ایک عادت ہو گی تو اس میں نفاق کی ایک عادت ہو گی یہاں تک کہ اس سے باز آجائے۔ (وہ چار یہ ہیں:) جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب معاہدہ کرے تو توڑ ڈالے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے"

صلح جوئی

خارجہ پالیسی کا ایک اصول صلح کروانا بھی ہے جس میں اگر فریقین آپس میں لڑ پڑے تو ایسی صورت میں ان کے درمیان صلح کروانے کا حکم ہے تاکہ امن قائم رہے اور جھگڑا نہ ہو گے کیونکہ صلح کروانا امن میں ہی آتا ہے۔اگر جنگ کی جائے تو ماحول بہت خراب ہوتا ہے اور رعایا کو پر سکون اور باحفاظت ماحول نہیں ملتا جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔

---

(2) قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خیصال المنافق، رقم الحدیث 210

﴿وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴾(1)

"اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرادو، پس اگر ایک ان میں دوسرے پر ظلم کرے تو اس سے لڑو جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے، پھر اگر وہ رجوع کرے تو ان دونوں میں انصاف سے صلح کرادو اور انصاف کرو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالی نے یہ واضح کر دیا کہ امن کو قائم کیا جائے یعنی جنگ کی صورت میں صلح کو ترجیح دی جائے اگر اندیشہ ہو جائے کہ دوسرا فریق جھگڑا کرے گا تو ان کے درمیان صلح کروانا امن کی نشانی ہے۔ جو بھی فریق اس میں مظلوم ہوا اس کی مدد کی جائے ظالم کو ظلم کرنے سے روکا جائے اور اگر ان کا ارادہ صرف قتل وغارت کا ہو تو ان کے ساتھ مجرموں والا سلوک کیا جائے اور اس کے مطابق سزا عائد کی جائے۔ مسلمانوں کے اوپر یہ لازم ہے کہ ان کے ساتھ جنگ کریں اگر وہ باز نہ آئیں لیکن جنگ کرنے سے پہلے ان کو سمجھایا جائے اور وہ سیدھے راستے پر آجائیں تو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اگر وہ نہ مانے تو ایسی صورت میں جنگ کرنے کا حکم ہے لیکن ایسی صورت میں صلح کو ترجیح دینی چاہیے فریقین کی آپس میں صلح ہی امن کا ذریعہ ہے۔

عدل وانصاف

اسلام وہ دین ہے جو کہ عدل وانصاف کو ترجیح دیتا ہے کوئی بھی ایسا ملک نہیں جن کے پاس اس قسم کی تعلیم ہو کیونکہ وہ اپنی تعلیم میں تبدیلیاں کرتے ہیں اور اسلام میں کوئی تبدیلی نہیں۔ اسلام عدل وانصاف کی تعلیم دیتا ہے اور اس میں یہ واضح بیان کیا ہے کہ سب کے ساتھ عدل وانصاف کا رویہ اختیار کیا جائے۔ یہ عدل صرف اپنی ذات اور عزیز واقارب تک محدود نہ ہو بلکہ اس میں مسلمان غیر مسلم سب شامل ہوں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ۖ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ۚ اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾(2)

---

(2) الحجرات،9-10/49

(1) المائدہ،8/5

"اے ایمان والو! اللہ کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لیے کھڑے ہو جاؤ، اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو، انصاف کرو کہ یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ اس سے خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔"

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان فرمایا کہ انصاف کا دامن نہ چھوڑا جائے اور ہمیشہ سچ بات کی گواہی دی جائے اور ایسی جماعت میں شامل رہا جائے جو عدل و انصاف قائم کرنے والی ہو۔ عدل و انصاف میں کسی قسم کا کوئی خوف نہ ہو سوائے اللہ تعالی کے علاوہ کیونکہ یہی ایک بہترین انسان کی نشانی ہے۔ بے شک اللہ تعالی تکبر اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالی ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے تقوی اختیار کرنا حقوق اللہ میں شامل ہے اور انصاف صرف اپنی ذات تک نہ ہو بلکہ انصاف سب کے لیے ہو۔

((إنّ المقسطين عند الله تعالى على منابر من نور على يمين الرّحمن الّذين يعدلون في حكمهم وأهليهم وما ولوا قال محمّدٌ في حديثه وكلتا يديه يمينٌ))(1)

"انصاف کرنے والے اللہ تعالٰی کے ہاں نور کے منبروں پر رحمٰن کی دائیں جانب ہوں گے۔ جو عدل کرتے ہیں اپنے فیصلوں میں اور اپنے گھر والوں کے ساتھ اور اپنی رعایا کے ساتھ۔"

اسلام عدل و انصاف پر بہت زیادہ زور دیتا ہے یعنی ہر قسم کے معاملات میں عدل کا رویہ اختیار کرنا چاہیے کوئی عزیز و اقارب کے خلاف ہی فیصلہ کیوں نہ ہو انصاف کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اللہ تعالٰی انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے کیونکہ انصاف کرنا اللہ تعالی کی صفت ہے جس کو لوگ اپنائیں تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالٰی پسند فرماتا ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں خواہ معاشرتی ہوں، سماجی اور سیاسی ہوں ان سب میں عدل و انصاف کو ہی پروان چڑھاتا ہے حتی کہ دوستی و دشمنی بھی انصاف کرنے میں اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ چنانچہ ارشاد پاک ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾(2)

(2)نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب آداب القضاء، باب حاکم العادل فی حکمتہ، رقم الحدیث: 5381

(1)المائدہ 2/5

یعنی تمہیں کسی قوم کی مخالفت اس بات پر ہر گز نہ برانگیختہ کرے کہ تم زیادتی کرو اور نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو، برائی اور سرکشی کے معاملہ میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اللہ تعالی سے ڈرو بے شک اللہ تعالی سخت عذاب دینے والا ہے۔

نیکی کا حکم

خارجہ پالیسی کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ مسلمان دوسرے لوگوں کو نیکی کا حکم دیں یہ ان کی ایک ذمہ داری ہے کہ ہمیشہ اخلاق حسنہ کی تعلیم دی جائے اور اس پر خود بھی عمل کیا جائے کیونکہ یہی ایک بہترین امت کی نشانی ہے حکومت بھی دوسرے ممالک اور اپنی رعایا کے ساتھ ایک بہترین رویہ اختیار کرے جس کا حکم اسلام نے دیا۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّھُمْ ۭ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُھُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾[1]

"تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہیں اچھے کاموں کا حکم کرتے رہو اور برے کاموں سے روکتے رہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو، اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہتر تھا، کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔"

اس آیت میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کی عظمت کو بیان فرمایا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ایک بہترین امت ہے جو دوسرے لوگوں سے بہتر ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کو تعلیم دی جو کہ تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا راستہ ہے۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اسلام کے طریقے سکھائے اور ان پر عمل بھی کر کے دکھایا اور اسی طرح مسلمان بھی دوسرے لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے دور رکھیں یعنی کبھی بھی خود کسی بدفعلی میں شامل نہ رہے اور نہ ہی دوسروں کو تعلیم دیں ہمیشہ تقوی پرہیز گاری نیکی کی تعلیم دے یہی طریقہ اسلام کا طریقہ ہے جس پر عمل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

(1)آل عمران،110/3

احترام انسانیت

اسلامی خارجہ پولیسی میں ایک اصول احترام انسانیت بھی ہے یعنی تمام انسانوں کا احترام حکومت کے ساتھ دیگر لوگوں کے لیے ضروری ہے کیونکہ اسلام برابری کا درس دیتا ہے بہت سے افراد مظلوم ہوتے جو کہ ظالم کے غلام بنے ہوتے ہیں ان کی مدد کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان ظالموں کے گھیرے سے نکال کر بہترین زندگی عطا کی جائے جیساکہ اللہ تعالی نے قران مجید میں بیان فرمایا ہے۔

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَاۚ وَاجْعَل لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَل لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾[1]

"اور کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں، اور ہمارے لیے اپنے ہاں سے کوئی حمایتی کردے اور ہمارے لیے اپنے ہاں سے کوئی مددگار بنادے۔"

اسلام نے اس بات کا حکم دیا کہ ہر جگہ پالیسی میں تمام انسانوں کا احترام کیا جائے یعنی کسی کو بھی کسی سے کمتر نہ سمجھا جائے بلکہ تمام انسانوں کو برابر سمجھا جائے اور برابری کا سلوک اختیار کیا جائے جو کوئی بھی مظلوم انسان ہو سب سے پہلے اس کی مدد کی جائے یعنی حکومت اپنی رعایا میں تمام لوگوں کو برابر رکھے اور ظالم اور مظلوم میں سے مظلوم کی مدد کرے اور ظالم کو راہ راست پر لائے۔

" فقد أصبح موضوع حقوق الإنسان، موضوعا متشابكا ومعقدا، يختلط فيه الفكر بالمواقف، وأصبح هذا الموضوع، يشغل العالم في الوقت الحاضر، وربما لعقود قادمة. لقد أصبحت قضية حقوق الإنسان الآن، أحد أسلحة السياسة الخارجية للدول الكبرى، يبدو ذلك في استخدام قضية حقوق الإنسان، معيارا في تقديم المساعدات الدولية للدول النامية، فتحجب هذه المساعدات عن الدول التي تخالف، أو تتهم بمخالفة حقوق الإنسان، في نظر الدول القوية"[2]

---

(2)النساء، 75/4

(1)عبداللہ، عبدالمحسن، حقوق الانسان فی الاسلام، وزارۃ الشئون، المملکۃ العربیہ السعودیہ، ۱۴۱۹ھ، ص15

"انسانی حقوق کا مسئلہ اب بڑی طاقتوں کی خارجہ پالیسی کے ہتھیاروں میں سے ایک بن چکا ہے۔ یہ انسانی حقوق کے مسئلے کو ترقی پذیر ممالک کو بین الاقوامی امداد فراہم کرنے میں ایک معیار کے طور پر استعمال کرنے میں ظاہر ہوتا ہے، اس طرح ان ممالک سے یہ امداد روک لی جاتی ہے جو خلاف ورزی کرتے ہیں، یا ان پر طاقتور ممالک کی نظر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا الزام ہے"۔

اللہ تعالی نے اسلام میں ریاست سے متعلق تمام احکامات نازل فرمائے جس میں خلیفہ کو تمام انسانوں کے حقوق فراہم کرنے کی تلقین کی کیونکہ یہ مسئلہ بہت ہی سنگین رہا ہے لیکن خارجہ پالیسی میں ایسے ممالک کے ساتھ تعلقات قائم نہیں کرنے چاہیے جو ان اصولوں کی خلاف ورزی کرے کیونکہ ریاستیں مفادات کے حصول کی خاطر قائم کی جاتی ہیں اور اس میں اگر رعایا کی حفاظت شامل نہ ہو تو ایسی ریاستوں کے ساتھ تعلقات قائم نہیں کرنے چاہیے جس میں انسانی جان کی کوئی حفاظت نہ ہو۔

امن وامان

اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے چاہے وہ زندگی کا کوئی بھی معاملہ ہو اور اسلام ایسے راستے کی طرف جانے سے منع کرتا ہے جس میں فتنہ فساد ہو اور انسانی جان کو نقصان ہو۔ اسلام صرف ایک ملک کے لئے نہیں ہے بلکہ پوری دنیا کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ﴾[(1)]

"جو ایمان لائے اور پھر انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی انہی کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں"

اسلامی ممالک کی خارجہ پالیسی کا یہ اصول ہے کہ جب بھی کسی دوسری ریاست کے ساتھ کوئی بھی معاہدہ طے پائے تو اس میں امن کو لازمی کیا جاتا ہے اور ایسا عمل جس میں کسی کی جان مال اور عزت کو کوئی نقصان نہ پہنچے امن کے ذریعے سے خارجہ پالیسی کو فروغ حاصل ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے معاہدے دوسری ریاستوں کے ساتھ کئے ہیں جس میں امن کو اول رکھا تاکہ کوئی بھی نقصان نہ ہو چاہے وہ مسلم ہو یا غیر مسلم کسی بھی طرح کا جانی اور مالی نقصان نہ پہنچے یعنی دوسری ریاستوں کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی جائے جب کوئی معاہدہ طے پائے تو دونوں فریقین کی باہمی رضامندی کے ذریعے سے ہوں اور اس میں کسی قسم کا کوئی دوکھا شامل نہ ہو۔

---

(2)الانعام،82/6

اسلام امن کا فروغ اور فتنہ وفساد کے خاتمہ کا داعی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِن انتهوا فلا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾[1]

"یعنی ان سے لڑتے رہو حتی کہ فتنہ وفساد نہ رہے اور دین خالص اللہ تعالی کے لیے ہو جائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو ظالموں کے سوائے کسی پر زیادتی جائز نہیں ہے۔"

دیانتداری

خارجہ پالیسی میں ایک اصول دیانتداری بھی ہے جو کہ اس کا اہم حصہ ہے کیونکہ دیانتداری کے بغیر کوئی معاملہ طے تو پاتا ہے لیکن اس میں فریب شامل ہوتا ہے۔ اسلام روزمرہ کے معاملات یا ممالک کے معاملات ہوں اس میں دیانتداری کی تلقین کرتا ہے۔ خارجہ پالیسی جب قائم کی جاتی ہے اس دوران دیانتداری کو مدنظر رکھنا ایک اسلامی خارجہ پالیسی کا بہترین اصول ہے۔ اللہ تعالی قرآن مجید میں بیان فرماتا ہے کہ

﴿وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ﴾[2]

"اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو آپس میں فریب دینے کا ذریعہ ورنہ پھسل جائے گا۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کرنے کے بعد اس میں فریبی نہ شامل کرنے کی تلقین کی یعنی اپنے دوست احباب یا دیگر لوگوں سے کسی قسم کی کوئی غداری نہ کرنا کیونکہ یہ مسلمان کی نشانی نہیں ہے اور اس سے بہت برے اثرات پڑتے ہیں کیونکہ جو بھی ایک دفعہ وعدہ کرتا ہے پھر اس میں غداری کرتا ہے ایسے لوگوں کی بات پر کوئی اعتماد نہیں رہتا۔ معاملات میں پختگی ہونی چاہیے اور ایک ذمہ داری سے اس کو پورا کرنا چاہیے جس میں کسی قسم کی کوئی غداری شامل نہ ہو یہی بہترین مسلمان ہونے کی نشانی ہے۔

"في السياسة الخارجية أمر الله المسلمين وولاة أمورهم أن يدعو غير المسلمين إلى الإسلام، لينقذوهم به من ظلمات الكفر إلى نور الإيمان بالله، ومن شقاء الانغماس في ماديات هذه الحياة الدنيا، والحرمان من السعادة الروحية التي ينعم بها المسلمون حقًّا"[3]

---

(2)البقرۃ،193/2

(3)النحل،94/16

(1)عبدالرحمٰن بن حماد، دین الحق، وزارۃ الشئون، المملکۃ العربیہ السعودیہ، 1420ھ، ص90

"خارجہ پالیسی میں، خدا نے مسلمانوں اور ان کے حکمرانوں کو حکم دیا کہ وہ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیں، انہیں کفر کے اندھیروں سے خدا پر ایمان کے نور کی طرف، اور دنیاوی زندگی کی مادی چیزوں میں مشغول ہونے کے مصائب سے نجات دلائیں، اور اس روحانی خوشی سے محروم ہونا جس سے مسلمان حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہوتے ہیں"۔

خارجہ پالیسی میں اللہ تعالی نے یہی حکم دیا کہ خلیفہ اپنی رعایہ کے ساتھ ہمیشہ بہتر ہی سلوک کرے چاہے وہ مسلم رعایا ہو یا غیر مسلم رعایا ہو سب کے ساتھ برابری کا سلوک اختیار کریں اور لوگوں کی مشکلات کو دور کرے اور ان کو اسلام کی دعوت دے اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے اور اسلام کے طریقے سیکھائے دنیاوی زندگی کی حقیقت کو واضح کرے۔

رواداری

رواداری بھی اسلام کا خاصہ ہے۔ اسلام معاشرہ میں رہنے والے ہر فرد کو اس کے جائز حقوق عطا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

﴿لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ﴾(1)

"یعنی زمین کے سنور جانے کے بعد اس میں فتنہ وفساد نہ پھیلاؤ اور اللہ تعالی کو امید وخوف سے پکارو بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔"

مظلوم کی دادرسی

اسلام معاشرہ میں موجود کمزور اور مظلوم و مقہور لوگوں کی بلا تفریق رنگ، نسل اور مذہب دادرسی کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ ﴾(2)

یہ کہ کیا ہو گیا تمہیں ہے کہ تم اللہ کی راہ میں لڑائی نہیں کرتے حالانکہ کمزور مرد، عورتیں اور بچے پکارتے ہیں۔

---

(2)الاعراف،56/7

(1)النساء،75/4

خارجہ پالیسی میں ہر ملک اپنے مفادات کے تحت اپنا تحفظ کرتا ہے۔ خارجہ پالیسی نام ہی تعلقات قائم کرنے کا ہے ان تعلقات میں نہ کوئی مستقل دوست رہتا ہے نہ کوئی دشمن صرف مفادات کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ یہ تعلقات اس بنا پر قائم کیے جاتے ہیں جس کے بعد ملک ترقی کی راہوں پر چلتا ہے۔ تمام ممالک خارجہ پالیسی کو اپنے ملک کے مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اپناتے ہیں اور اس کا مقصد صرف یہی ہوتا ہے کہ ان مسائل کو کسی بھی صورت حل کیا جائے۔ یہی ملکی مفاد کا تحفظ ہوتا ہے جو ملک کو امن دیتا ہے۔

خارجہ پالیسی کے نبوی اصول

دین اسلام ایک جامع نظام حیات ہے جس کے پیش نظر انسانیت کی فلاح، خوشحالی، امن اور بلا تفریق رنگ و نسل عدل و انصاف کی فراہمی ہے۔ اس نے اپنی جمعیت کی بنیاد رنگ، نسل اور وطن پر نہیں رکھی بلکہ ایک آفاقی نظریہ عطا فرمایا جس کے تحت ہر رنگ، نسل، قوم و قبیلہ اور ملک کے لوگوں کو ایک ملت کی لڑی میں پرو دیا۔ اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور انسانیت کی بقاء کے تقاضوں سے خوب واقف ہے کہ انسان اپنی زندگی کی بقاء کے لیے دوسروں کا محتاج ہے اس لیے معاشرہ کے قیام کے لیے دین اسلام نے مساوات، امانت، دیانت اور عدل و انصاف کے اصول وضوابط عطا کیے ہیں۔ ایسے ہی ممالک کے درمیان تعلقات کے اصول و ضوابط کو بھی اسلام نے بیان فرمایا ہے جن کو خارجہ پالیسی کا نام دیا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست ملک کے اندر اور باہر مسلمانوں اور غیر مسلموں سے یکساں رحم اور انسانی عظمت کے اصولوں پر عمل کرتی ہے تو دیگر ممالک کے ساتھ بھی انہی اصولوں پر تعلقات استوار کرتی ہے۔ امن کے ساتھ ساتھ اسلام نے حالت جنگ کے بھی اصول مہیا کیے ہیں۔ جنگ اور قیدی کے لئے بھی اسلام نے آج سے چودہ سو سال پہلے ضابطہ اخلاق واضح طور پر عطا کیا ہے۔

دعوت الی اللہ

رسول کی خارجہ پالیسی کا سب سے اہم اور بنیادی مقصد دنیا کے لوگوں کو اللہ کی وحدانیت اور یکتائی کی طرف دعوت دینا تھا۔ یہی وہ بنیادی مقصد تھا جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ دنیا میں حضرت آدم سے لے کر آپ تک جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے انہوں نے سب سے پہلے انسانوں کو جس بات کی طرف دعوت دی وہ یہ تھی:

﴿أَن لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ (1)

"یعنی اس مالک حقیقی کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔"

---

(1)بنی اسرائیل،24/17

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، صفات اور اس کے حقوق میں یکتا ماننا، نہ اس کی ذات میں کسی کو شریک کیا جائے، نہ اس کی صفات میں، نہ اس کے حقوق میں کسی کو شریک کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، اسماء اور صفات میں اکیلا اور بے مثل ہے اس کی عبادت، اطاعت اور تدبیر میں شریک کرنا شرک ہے۔ جہاں تک اسلامی خارجہ پالیسی میں بطور بنیادی اصول دعوت توحید یا دعوت الی اللہ کا تعلق ہے تو یہ دراصل اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ کوئی بھی اسلامی ریاست جب کسی دوسرے ملک سے سفارتی تعلقات قائم کرے تو اسلامی تشخص کو برقرار رکھے نہ کہ ایسے قواعد وضوابط یا شرائط کا پابند ہو جس سے اس کا اسلامی تشخص مجروح ہو۔ غیر مسلم ریاستوں سے تعلقات قائم کرنا اور انہیں حکومتی سطح پر بذریعہ سفارت کاری اللہ کی توحید اور اسلام کی دعوت دینا صرف مسلم امہ بلکہ پوری انسانیت خواہ مسلم حکمرانوں کا شیوہ ہونا چاہیے، اس لیے کہ توحید کی دعوت کا عام ہونا نہ وہ دنیا کے جس گوشہ میں پروان چڑھ رہی ہو کے لیے واضح فلاح وکامرانی ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ کی توحید وہ عقیدہ ہے جس کی حقانیت کا انکار دنیا کے اندر کسی بھی مذہب کا شخص عقلی وفطری اعتبار سے نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پیارے نبی حضرت محمد کو حکم دیتے ہیں کہ اہل کتاب کو اس کلمہ کی طرف بلائیں جو سب میں مشترکہ کلمہ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَأَهْلِ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوابِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴾[1]

"تو کہہ دے، اے اہل کتاب: آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں کہ بندگی نہ کریں مگر اللہ کی اور اس کو کسی کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ بنادیں کوئی کسی کو رب سوائے اللہ کے، پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو، گواہ رہو ہم تو حکم کے تابع ہیں۔"

رسول نے جب روم کے بادشاہ ہرقل کو دعوت دی تو ایسے مسئلے کی طرف دعوت دی جس پر دونوں کا اتفاق تھا جو کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر تھا۔ دعوت نامہ ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

" بسم الله الرحمن الرحيم من محمد عبد الله ورسوله الى هرقل عظيم الروم سلام على من التبع الهدى، اما بعد فاني ادعوك بدعاية الاسلام اسلم تسلم يوتك الله اجرك مرتين فان توليت فان عليك اثم اليريسين، يا أهل الكتب تعالو الى كلمة " [2]

---

(2)آل عمران،64/3

(1)بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب بدء الوحی، باب حدثنا حکیم بن نافع، الرقم الحدیث:7

"اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا ہے، یہ خط محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے روم کے بادشاہ ہرقل کی جانب ہے۔ سلامتی ہو اس شخص کے لیے جو راہ ہدایت کی پیروی کرے۔ بعد اس کے میں تجھے اسلام کے بلاوے کی طرف دعوت دیتا ہوں، اسلام لا تو سلامت رہے گا اور اللہ تعالیٰ تجھ کو دوہرا اجر دے گا اور اگر تو اعراض کرے گا تو تجھ پر ان سب انسانوں کا وبال ہو گا جو تیری رعایا ہیں۔ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر جمع ہو جائیں جو ہم اور تم دونوں میں برابر ہیں یہ کہ ہم سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کریں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچایا اور دعوت دی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا خصوصاً بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے لیے مبعوث کئے گئے ہیں۔ اللہ صرف ایک ہے اس نے ہمیں بنایا ہے، وہی ہماری پرورش کرتا ہے، اس کے حکم سے موت آتی ہے اور وہی دنیاوی زندگی کا حساب لے گا اور جسے چاہے گا سزا یا جزا دے گا۔ انسان اللہ کی مخلوق ہے چنانچہ اسے زندگی کے تمام شعبوں میں خواہ یہ مسلک کا معاملہ ہو یا عقیدہ کا، معاشرتی رویہ ہو یا سیاسی یا کچھ اور اپنے خالق ومالک کی پابندی کرنی چاہئے۔

بھائی چارہ ڈالنے والے

بھائی چارہ خارجہ پالیسی کا ایک اصول رہا جس کے تحت مدینہ منورہ میں موجود مسلمان قوم (انصار) کے ساتھ نبی اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین مسلمانوں کا بھائی چارہ کرا دیا تھا۔

((عن ابي هريرة قال : قالت الانصار : اقسم بيننا وبينهم النخل ، قال لا يكفوننا المئونة ويشركوننا في التمر قالو : سمعنا واطعنا))[1]

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ انصار نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کھجور کے باغات تقسیم فرمادیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں انصار نے کہا تب آپ لوگ یعنی مہاجرین ہمارا کام کر دیا کریں اور ہم پھلوں میں آپ لوگوں کو شریک رکھیں گے انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ہم نے بات سنی اور مانی۔

تاریخ انسانی نے اس سے قبل ایثار و قربانی کی ایسی عظیم اور بے لوث مثال کا مشاہدہ نہیں کیا جس میں انصار مدینہ نے مال و دولت اور جائداد و باغات کے ساتھ ساتھ اپنی ازواج کو بھی مہاجرین کی خدمت میں پیش کر دیا مگر پر عزم

(1) ایضا، کتاب مناقب الانصار، باب اخاء النبی بین المھاجرین والانصار، الرقم الحدیث: 3782

مہاجرین نے کسب حلال کو ترجیح دی مواخات مدینہ کا یہ بے مثال معاہدہ ایک نادر حکمت اور مسلمانوں کو درپیش مسائل کا ایک بہترین حل تھا۔

عاجز افراد کی مدد فرمانا

رعایا کے افراد خصوصاً عاجز و مجبور افراد کے لئے مناسب روزگار کی فراہمی کو یقینی بنانا بنیادی مقصد ہے بلکہ ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر ان لوگوں کی زندگی درست نہیں ہوسکتی لہذا یہ اسلامی ریاست کی اہم ترین ذمہ داریوں میں سے ہے۔ پھر جب اللہ نے آپ کو فتوحات عطا کیں تو آپ نے فرمایا:

(انا اولی بالمؤمنين من انفسهم فمن توفى وعليه دين فعلى قضاءه ومن ترك مالا فهولورثته)[1]

"میرا مسلمانوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی زیدہ تعلق ہے پس جو فوت ہو جائے اور اس پر قرض ہو تو اس کو ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور جو شخص مال چھوڑ جائے گا وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے"۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ نبی نے فرمایا کہ میں تمہاری مصالح کا خیال رکھتا ہوں تمہاری زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی میں دونوں حالوں میں ولی ہوں اگر تم میں سے کوئی قرض کے لئے مال نہیں چھوڑ کر مرا تو میں اس کا قرض اپنی طرف سے ادا کردوں گا، اور اگر وہ مال چھوڑ کر گیا ہے تو وہ اس کے ورثاء کا ہے میں اس میں سے کچھ نہیں لوں گا۔

ذمیوں کے حقوق

اسلام کا تصور انسانیت کے احترام، وقار اور مساوات پر مبنی پرامن معاشرے کا قیام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمیوں کے حقوق کا خیال رکھا اور تعلیم دی کہ ان کے نظریے اور عقیدے کی بنیاد پر ان کے ساتھ ناانصافی اور ظلم نہ کیا جائے۔

((الا من ظُلم مُعاهدا أو انتقصُ أو كلّفه فوق طاقته أو أخذ من شيئا بغير طيبٌ نفس فأنا خصيمته يوم القيامة))[2]

(2)ایضا، کتاب الکفالۃ، باب الدین، الرقم الحدیث 2298

2۔ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الخراج، باب فی تعشیر، الرقم الحدیث:3052

خبردار جس نے اس کے حق میں کسی معاہدے کی خلاف ورزی کی، یا اسے اس کی طاقت سے زیادہ کسی چیز پر تکلیف پہنچائی، یا اس کی مخلصانہ رضامندی کے بغیر اس سے کوئی چیز چھین لی، تو قیامت کے دن اسے سزا دی جائے گی۔ کی طرف سے بحث کروں گا۔

اسلام نے کسی بھی معاہد یا ذمی کو قتل کرنے کی شدید مذمت کی ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((منْ قتل معاهدا لمْ يرح رائحة الجْنة))[1]

''جو معاہد کو قتل کرے گا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا۔''

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمیوں کے ساتھ کیے گئے عہد کی پاسداری پر زور دیا اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دی، بلکہ ہدایت کی کہ ذمیوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں نے ہر دور میں اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا۔ انہیں مفت مواقع فراہم کیے گئے ہیں۔ اسلام نے غیر مسلم اقلیت کے لیے الگ عدالتی نظام بنایا ہے، اپنے لیے الگ حلف دیا ہے اور شرعی عدالتوں میں اگر وہ نہ چاہیں تو ان کے مقدمات پیش نہیں کیے جائیں گے۔ ان کے فیصلے ان کی مقدس کتابوں کی روشنی میں ہوتے ہیں۔ کیا جائے گا. اپنے نظریات اور مذہب کو زبردستی مسلط کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

لا إكْراه في الدّين[2]

"دین میں کوئی جبر نہیں"

اسلامی حکومت میں اقلیتوں کو اپنے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی بسر کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔ اسلام خدائے واحد کی بندگی کی دعوت دیتا ہے لیکن دوسرے مذاہب کے لوگوں پر اپنے عقائد بدلنے اور اسلام قبول کرنے کے لیے دباؤ نہیں ڈالتا م نہ کسی سے جبرا کام لیتا ہے۔ غیر مسلموں کو ان کے مذہب و مسلک پر برقرار رہنے کی پوری آزادی حاصل رہی۔

اہل نجران کو جو خط آپ نے لکھا تھا اس کا متن کچھ یوں ہے

1۔ بخاری، صحیح بخاری، کتاب الجزیہ، باب اثم من قتل معاھد ابغیر جرم، الرقم الحدیث 2995

2۔ البقرۃ 256/2

ولنجران وحاشيتهم جوار الله و ذمة محمد النبي رسول الله على انفسهم وملتهم و ارضهم و اموالهم و غائبهم و شاهدهم و بيعهم و صلواتهم لا يغيروا اسقفا عن اسقفيته ولا راهبا عن رهبانية ولا و اقفا عن وقفانيته وكل ما تحت ايديهم من قليل او كثير [1]

نجران اور ان کے حلیفوں کو اللہ اور اس کے رسول محمد سی کی پناہ حاصل ہے۔ ان کی جانیں، ان کی شریعت، زمین، اموال، حاضر وغائب اشخاص، ان کی عبادت گاہوں اور ان کے گرجاگھروں کی حفاظت کی جائے گی۔ کسی پادری کو اس کے مذہبی مرتبے، کسی راہب کو اس کی رہبانیت اور کسی صاحب منصب کو اس کے منصب سے ہٹایا نہیں جائے گا اور ان کی زیر ملکیت ہر چیز کی حفاظت کی جائے گی۔

مختلف ادوار میں گرجاگھر اور کلیسے اسلامی حکومت میں موجود رہے ہیں۔ کبھی بھی انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف تک نہیں پہنچائی گئی بلکہ حکومت نے ان کی حفاظت کی ہے اور غیر مسلموں کو ان میں عبادات کی انجام دہی کے لیے سہولیات فراہم کی ہیں۔

احترام معاہدات

معاہدات کا احترام اور اس پر مکمل پاسداری ایک ایسا اصول ہے جس پر اسلام نے بہت زور دیا ہے۔ معاہدے پر عملدرآمد میں خیانت اور خلاف ورزی کو قطعاً حرام قرار دیا ہے نیز عہد کو توڑنا اسلام کے نزدیک ایک بد ترین عمل ہے، چنانچہ اس امر کی طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ معاہدے کا حقیقی مقصد امن اور سلامتی کو بحال کرنا ہے اور پرامن بقائے باہمی کے مقصد کو اجاگر کرنا ہے اللہ کا دین ہر حالت میں امن و سلامتی کو فروغ دینے والا دین ہے اور جنگ وجدل کو ناپسند کرتا ہے۔ یوں درج ذیل حدیث مبارکہ کی روشنی میں آپ نے اسلام کی بین الاقوامی پالیسی کا یہ ایک مستقل اصول قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

(من كان بينه و بين قوم عهْد، فلا يحلّن عقده حتّى ينقضي أحدها أوينبذْ إليْهم على سواء)[2]

"جس کا کسی قوم سے معاہدہ ہوا ہو، اسے چاہیے کہ معاہدہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے عہد کا بند نہ کھولے یا نہیں تو ان کا عہد برابری کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی طرف پھینک دے"۔

1۔ابن سعد، الطبقات الکبری، مکتبہ الخانجی، القاھرہ، 2001ء، ج2، ص358

2۔ سجستانی، ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الجھاد، باب فی الامام یکون بینہ وبین العدو عھد فیسیر الیہ، الرقم الحدیث 2759

حدیث مبارکہ سے اسلامی ریاست کے لیے بین الاقوامی اصول کا علم بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی معاہد قوم سے اختلاف پیدا ہو جائے تو ان کے خلاف طاقت کا استعمال کر سکتے ہیں بشرطیکہ اس بات کا قوی امکان ہو کہ وہ قوم ایک اسلامی ریاست کے خلاف سازشوں کا مرتکب ہو گی یا کسی ایسی حرکت کا حصہ بنے گی۔تاہم طاقت کا استعمال کرنے سے پہلے واضح طور پر اعلان کرنا ضروری ہے، خفیہ ایسی کاروائی نہ کی جائے گی اس لیے ایک تو یہ اسلامی اصولوں کے منافی ہے اور دوسرا بین الاقوامی سطح پر ایک ناجائز حرکت ہے۔

اِسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح خیبر کے موقع پر بھی یہود کے اموال واملاک کے بارے میں اعلان فرمایا

((عنْ خالد بْن الْوليد، قال: غزوْنا مع رسول الله ﷺ غزْوة خيْبر، فاسْرع الناس في حظائر يهود، فامرني انْ انادي الصلاة.ثم قال: ايها الناس إنكمْ قدْ اسْرعْتمْ في حظائر يهود. الا! لا تحل امْوال الْمعاهدين إلا بحقها)).[1]

"حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خیبر کی جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔لوگوں (مجاہدین) نے جلدی جلدی یہودیوں کے بندھے ہوئے جانور اٹھالیے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان دینے کا حکم دیا۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم نے یہودیوں کے بندھے ہوئے جانور بھی جلد بازی میں اٹھالیے ہیں۔ خبردار! غیر مسلم شہریوں کے مال سے حق کے سوا لینا حلال نہیں۔"

اسلامی ریاست پوری دنیا پر اسی نظام مساوات، عدل و انصاف اور امن کے قیام کی خواہاں ہے۔ یقینادین اسلام کے عدل و انصاف، مساوات، بھائی چارے، امن اور جنگ کے اصول وضوابط ہی کائنات میں انسانیت کی فلاح کے ضامن ہیں۔ جس طرح افراد کے ایک دوسرے سے مل جل کر رہنے سے ایک معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور کوئی بھی فرد تنہا ایک کامیاب زندگی بسر نہیں کر سکتا اسی طرح ممالک کے درمیان بھی ایک معاشرہ تشکیل پاتا ہے کوئی بھی ریاست تنہا اپنے ملکی نظم ونسق کو نہیں چلاسکتی بلکہ دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات اور تعاون کی محتاج ہوتی ہے مختلف ممالک کے درمیان یہ تعلقات جن اصولوں کی بنیاد پر استوار ہوتے ہیں وہ اصول کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی یا خارجہ تعلقات کی ترجیحات کہلاتے ہیں پھر یہ ترجیحات ہر ریاست کی نوعیت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔ایک اسلامی ریاست کے بین الا

1۔ أیضاً، کتاب الأطعمة، باب النھی عن أکل السباع، الرقم الحدیث:3806

قوامی تعلقات کی ترجیحات یقیناوہی ہیں جو قرآن اور سنت نبوی میں انہوں نے آج سے چودہ سو سال پہلے مدینہ کی اسلامی ریاست کے قیام میں پیش فرمائیں ہیں جن کے مثبت اثرات مسلمانوں پر رہے ۔ موجودہ دور میں مسلم ممالک کو بین الاقوامی سطح پر ان حقوق سے محروم کیا جارہاہے جو ایک ریاست کے بین الاقوامی سطح پر مسلم ہیں۔

****